## سانٹ(Sonnet):

سانیٹ مغربی شاعری میں موسیقیت وغنائیت کا عمدہ نمونہ ہے۔ یہ صنفِ شاعری مغرب سے اُردو میں آئی ہے۔ یہ دراصل چودہ مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے اور قافیوں کی خاص ترتیب سے پہچانی جاتی ہے۔ اس میں غزل کی اشاریت اور نظم کا تسلسل پایا جاتا ہے۔ اُردو ادب میں اس کا آغاز کرنے والوں میں اختر شیرانی، عظمت اللہ اور ن۔ م راشد شامل ہیں۔ اس کی درج ذیل تین قسمیں زیادہ تر رائج ہیں۔

| الف: | ب: | ج: |
|---|---|---|
| ______ ا | ______ ا | ______ ا |
| ______ ب | ______ ب | ______ ب |
| ______ ب | ______ ب | ______ ا |
| ______ ا | ______ ا | ______ ب |
| ______ ا | ______ ا | ______ ج |
| ______ ب | ______ ب | ______ د |
| ______ ب | ______ ب | ______ ج |
| ______ ا | ______ ا | ______ د |
| ______ ج | ______ ا | ______ ہ |
| ______ د | ______ ب | ______ و |
| ______ ہ | ______ ج | ______ ہ |
| ______ ج | ______ د | ______ و |
| ______ د | ______ د | ______ ز |
| ______ ہ | ______ ج | ______ ز |

قسام میں سانٹ کے ہر بند میں قافیوں کی ترتیب مختلف ہے۔

---

## مجید امجد

ولادت: ۱۹۱۴ء

وفات: ۱۹۷۴ء

عبدالمجید امجد جھنگ، صوبہ پنجاب میں پیدا ہوئے۔ ابتدا میں فارسی اور عربی کی تعلیم اپنے نانا نور محمد سے حاصل کی۔ اُنھوں نے بی۔اے تک تعلیم حاصل کی اور پھر راشننگ کے محکمہ سے منسلک ہوگئے اور تمام عمر اسی محکمے میں ملازمت کرتے رہے۔ اس کے علاوہ ایک نیم سرکاری رسالے ''عروج'' کے مدیر بھی رہے۔ مجید امجد کی زندگی انتہائی پریشان کن اور تنگی سے بسر ہوئی وہ ساری زندگی مختلف مسائل کا شکار رہے جس کی وجہ سے اُن کی طبیعت میں ایک ٹھہراؤ اور دھیما پن تھا۔ مجید امجد کا نام ادبی حلقوں میں نہایت احترام سے لیا جاتا تھا لیکن ملازمت کے سلسلے میں ساہیوال میں زیادہ تر مقیم رہنے اور طبعی درویشی کی وجہ سے اُنھیں عوامی سطح پر زیادہ پذیرائی نہ مل سکی۔ زندگی کا زیادہ تر حصہ شہر کے ہنگاموں سے دور کھلے آسمان تلے گزارنے کی وجہ سے اُن کی شاعری کو ایک ارضی بنیاد ملی۔ اُن کی شاعری کا پس منظر زمین اور زمین کی محبت ہے۔ اُن کو اصل شہرت اُن کی وفات کے بعد ملی۔

مجید امجد نے کم عمری سے ہی شاعری شروع کی تھی لیکن اُن کی شاعری کا مجموعہ کافی تاخیر سے شائع ہوا۔ وہ بنیادی طور پر نظم کے شاعر تھے۔ چونکہ اُن کی ساری زندگی حزن و یاس اور پریشانی میں بسر ہوئی، اس لیے اُن کی شاعری میں بھی دل گرفتگی کی فضا ملتی ہے۔ اُنھوں نے نہ صرف ذاتی کرب کو شاعری کا موضوع بنایا، بلکہ زندگی کو بھی ایک وسیع تناظر میں دیکھتے رہے لہٰذا جب وہ عصری مسائل کو شاعری کا پیکر عطا کرتے ہیں تو وہ انفرادی ہونے کے ساتھ ساتھ اجتماعی رنگ بھی اختیار کر لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ اُنھوں نے ہیت کے تجربے بھی کیے اور اُردو نظم کو نئے انداز اور آہنگ سے روشناس کیا۔

**مجموعہ ہائے کلام:** شبِ رفتہ، طاقِ ابد، ان گنت سورج۔

**مجید امجد**

# نفیرِ عمل

آؤ کب تک گلۂ شومیِ تقدیر کریں
کب تلک ماتم ناکامیِ تدبیر کریں
کب تلک شیونِ جور فلک پیر کریں
کب تلک شکوۂ بے مہریِ ایام کریں

نوجوانانِ وطن! آؤ کوئی کام کریں

آج برباد خزاں ہے چمنستانِ وطن
آج محروم تجلی ہے شبستانِ وطن
مرکز نالہ و شیون ہے دبستانِ وطن
وقت ہے چارۂ درد دلِ ناکام کریں

نوجوانانِ وطن! آؤ کوئی کام کریں

آؤ اُجڑی ہوئی بستی کو پھر آباد کریں
آؤ جکڑی ہوئی روحوں کو پھر آزاد کریں
آؤ کچھ پیروی مسلک فرہاد کریں
یہ نہیں شرط وفا بیٹھ کے آرام کریں

نوجوانانِ وطن! آؤ کوئی کام کریں

ایک ہنگامہ سا ہے آج جہاں میں برپا
آج بھائی ہے سگے بھائی کے خوں کا پیاسا
آج ڈھونڈے سے نہیں ملتی زمانے میں وفا
آؤ اس جنس گراں مایہ کو پھر عام کریں

نوجوانانِ وطن! آؤ کوئی کام کریں

جامِ جم سے نہ ڈریں شوکتِ کَے سے نہ ڈریں
حشمتِ رُوم اور صولتِ رَے سے نہ ڈریں
ہم جواں ہیں تو یہاں کی کسی شے سے نہ ڈریں
ہم جواں ہیں تو نہ کچھ خدشۂ آلام کریں

نوجوانانِ وطن! آؤ کوئی کام کریں

رشتۂ مکر و ریا توڑ بھی دیں، توڑ بھی دیں
کاسۂ حرص و ہوا پھوڑ بھی دیں، پھوڑ بھی دیں
اپنی یہ طُرفہ ادا چھوڑ بھی دیں، چھوڑ بھی دیں
آؤ کچھ کام کریں، کام کریں، کام کریں

نوجوانانِ وطن! آؤ کوئی کام کریں

(روزِ رفتہ)